رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERED NO A 783



بیش بہا معلومات کا خزانہ

جس نے اخباری دُنیا میں انقلاب پیدا کر دیا

نئے خریداروں کو ہمدرد کا سالانہ نمبر مفت مل سکتا ہے

گزشتہ سال ہم پیش کے مہینے میں ہمدرد نے اپنا جیسا لکھی نمبر نکالا تھا وہ اس قدر مقبول ہوا کہ تمام کا تمام ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا اور باہر سے اس وقت تک اسکی مانگ برابر جاری ہے چنانچہ کارکنان ہمدرد اسکو کتابی صورت میں شائع کرنے کی فکر میں ہیں

ہمدرد کا سالانہ نمبر

جیسا لکھی نمبر کے بعد ہمدرد نے گزشتہ نومبر کے مہینے میں اپنا سالانہ نمبر شائع کیا۔ یہ بیش بہا معلومات کا خزانہ کہنا بجا ہو گا اعلیٰ قسم کی رنگین تصویر کے علاوہ [illegible] مضامین کے لحاظ سے یہ اپنی مثال آپ ہے۔ [illegible] صفحات [illegible] کاغذ دیدہ زیب۔

[illegible] جیسا لکھی نمبر کی مانگ [illegible] سالانہ نمبر کے زیادہ چھپوا لیئے تھے [illegible] سالانہ نمبر کے شائقین کو مایوس نہ ہونا پڑے [illegible] صورت میں شائع کیا گیا [illegible] مضامین مستقل دلچسپی نوعیت کے ہیں اسلیئے وہ ہر وقت باعث تفریح ہو سکتے ہیں۔ ہمارے پاس اس کے پرچے ابھی تک برابر باہر سے آرڈر آ رہے ہیں۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ وہ اصحاب بھی جو ہمدرد کی خریداری کے لیے آرزو رکھتے ہیں۔ اُن کو بھی خاص رعایت کے طور پر ہمدرد کا سالانہ نمبر مفت دیا جائے۔ لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ جو اصحاب یکم مارچ تک ہمدرد کے خریدار بنیں گے ان کو سالانہ نمبر مفت بھیجا جائے گا۔ باقی اصحاب [illegible] کے ٹکٹ بھیج سکتے ہیں۔ نمبر کی کاپیاں بہت تھوڑی ہیں اس لیے جو جلدی نہ کریں گے اُنھیں مایوس ہونا پڑے گا۔ پانچ آنے میں آگرہ کا [illegible] کی کتاب جو بڑی بڑی کتب فروش دو روپیہ میں [illegible] اور جو مضامین اس میں ہیں وہ کتابوں میں کہاں!

روزنامہ ہمدرد کی سالانہ قیمت [illegible] روپیہ ششماہی [illegible]

[illegible]

ملنے کا پتہ:- مینیجر روزنامہ ہمدرد [illegible]

نوجوانو

[illegible] جوش ہستی کو [illegible] کمر حال کی [illegible] اگر آپ کو اشتہاری حکیموں نے لوٹ کھایا ہو۔ علاج کرتے کرتے آپ عاجز ہو گئے ہوں تو ایسے وقت میں ہم آپ کے لیے رسالہ قوت باہ طلسمی پیش کرتے ہیں [illegible] ان تمام معلومات مشاہدات و تجربات کا نچوڑ [illegible] طور پر جمع کیا گیا ہے جو عورت و مرد کی [illegible] سے تعلق رکھتی ہیں رسالہ ہذا میں [illegible] صحت [illegible] خوبصورت بچے پیدا کرنے کی تدابیر [illegible] ازدواجی [illegible] وغیرہ وغیرہ کی [illegible] مکمل بیان [illegible] کر دیئے گئے ہیں [illegible] بے انتہا مفید [illegible] [illegible] مصنف صاحب نے بیحد کوشش اور [illegible] کے لیے [illegible] حاصل کیے ہیں۔ [illegible] اگر [illegible] حسرت [illegible] کو [illegible] کو غلط [illegible] ثابت کرنے والے کو [illegible] روپیہ انعام دیا جائے گا۔ قیمت [illegible] علاوہ محصول۔

ملنے کا پتہ:- مینیجر عظمت بکڈپو لکھنؤ

معزز خریدار اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

م - مسٹر ارتضیٰ خاں تاجر تمباکو لکھنؤ

تار کا پتہ [illegible] لکھنؤ

شرطیہ علاج اور دوا مفت

[illegible] اشتہار [illegible] کوئی [illegible] کوئی [illegible] [illegible]

شباب [illegible]

[illegible]

ملنے کا پتہ:- مینیجر [illegible] الشفا [illegible] لکھنؤ

قصہ ہے یا ظرافت کی جان

[illegible]

چھپو!

یہ ظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ مسلسل شائع ہوتا رہا ہے اس کے صفحات بطور قابل علیحدہ بھی مرتب کیے گئے ہیں [illegible] جو حضرات اودھ پنچ کے خریدار ہیں اُنھوں نے مسلسل مطالعہ کیا ہوگا لیکن [illegible] خریداران اودھ پنچ کی ابتداء سے نا واقف ہوں گے یہ مرتب ناول [illegible] اشتیاق کو پورا کر سکتا ہے۔

قیمت علاوہ محصول ڈاک [illegible]

المشتہر

مینیجر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۱ نمبر ۱۳

مضامین غیر

پنجشنبہ یکم اپریل ۱۹۲۶ء

موصل کا فیصلہ

(از حضرت نظم طباطبائی)

آئی تھیں لیگ میں موصل کے طلب کرنے کو
بلس نقرہ سے بھر کے آرا بیگم
پنچ میں تیغ نہ تھی فیصلہ برعکس ہوا
لیجئے جیت گئیں "غلبہ آرا بیگم"

لیگ میں برطانیہ کے تھے جو جدیت
اب عراق ان کا ہے مع موصل سمیت

خیالات کا ہشت پہل گنبد

سلسلہ

یورپ میں ایک روز ہے اپریل فول کا
ہندوستاں میں روز ہی اپریل فول ہے

ہندوستان والے سمجھتے ہیں کہ سورج کو ڈھلنے کی بیماری ہے اور ویسا ہی مشرق سے طلوع ہوکر منہ اٹھائے مغرب کو چلا جاتا ہے۔ حالانکہ واقعہ اسکے خلاف ہے۔ دراصل آفتاب عالمتاب مغربی سلطنتوں کا خاص ہی زیر تعمیل اور موجودہ وزیر اعظم ہے جو مشترک اور غیر منقسم طور پر خدمت انجام دیتے ہوئے مشرق کی سیاحت کو روزانہ آتا ہے اور یہاں سے جملہ اسباب ترقی کے زوال کا ذرہ ذرہ کرا اپنی روشن گستری کی بدولت مغرب کو لے جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہاں تنزل کا شمار رہتا ہے اور وہاں افراط۔ وہاں سال بھر میں صرف ایک مہینہ اپریل کا ایسا آتا ہے جسکی محض پہلی تاریخ بیوقوفی کی حامل ہوتی ہے جسکی وجہ سے اسکو اپریل فول کہتے ہیں اور یہاں دن۔ رات۔ پہر۔ گھنٹہ۔ گھڑی۔ پل فول ہی نہیں بلکہ ڈبل فول ہوتا ہے۔ ورنہ صدہا پشت کے سید۔ شیخ۔ مغل ایک تاؤ میں خاں صاحب کیونکر ہوجاتے ہیں؟ پشتینی پنڈت۔ لالہ۔ دوبے۔ چوبے۔ ٹھاکر۔ سکھ۔ جاٹ۔ اہیر وغیرہ وغیرہ ایک قلم کی جنبش میں رائے صاحب کیوں نظر آنے لگے ہیں۔ پانچ وقت کی نماز کٹ چھٹ کر تین وقت کی کیسے رہ جاتی ہے۔ اچھے خاصے مسلمان مسیح موعود اور مہدی موعود کیونکر ہوجاتے ہیں۔ مولنا آزاد سبحانی جیسے پابند شریعت اور برسوں "من تشبہ بقوم فھو منھم" کا وعظ کہنے والے عالم ایک دم سے نیم آستین ارزئی اور گاندھی کی وضع کا قطع جبہ کس طرح زیب تن فرما لیتے ہیں۔ بیس بیس پچیس پچیس تیس تیس چالیس چالیس سال تک پردے میں رہنے والی شریف مستورات ایک ڈھنگ میں بے پردہ کیونکر ہوجاتی ہیں۔ بڑے بڑے نان کواپریٹر ایک ہی جھپکی میں کونسلوں کے ممبر کیوں ہوجاتے ہیں۔ بڑے بڑے نان کواپریٹر ایک ہی جھپکی میں کونسلوں کے ممبر کیوں ہوجاتے ہیں۔ خلافت اور کانگریس کے بڑے بڑے معزز عہدہ دار نان کواپریشن کے زمانے کی اُتاری ہوئی گون پہن کر ان عدالتوں میں کس منہ سے چلے جاتے ہیں جنکو ترک موالات کے زمانے میں عدالت نہیں سمجھتے تھے۔ ایک ہی موقع پر ایک جگہ کے ہندو اور دوسری جگہ کے مسلمان گورنمنٹ کی نظروں میں مغضوب یا محبوب کیوں نظر آتے ہیں۔ آن کی آن میں ہندو مسلم اتحاد کے حامی مسٹر سوامی جی شدھی اور سنگھٹن کے جھنڈے کیا سمجھ کر بلند کر دیتے ہیں۔ ایک ہی انگریزی دعوت میں ہندو مسلمانوں کی چھوت چھات اور مسلمانوں کی ممنوعات شرعی مع تقوی کدھر روانہ ہو جاتی ہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے مولوی حسن علی کو مسٹر حسینلے اور میاں تصدق حسین کو مسٹر ٹی حسین یا شیخ آل علی صدیقی کو اسے اے صدیقی کون بنا دیتا ہے۔ یہ سب کرشمے اُسی "فلش لش" کے ہیں جو ہندوستان میں ہمہ وقت مسلط رہتی ہے اور یورپ میں صرف اپریل کی پہلی تاریخ کو دبے پاؤں آتی اور وہ بھی دل لگی میں اُڑ جاتی ہے۔ خدا بھلا کرے۔ امریکہ کے اُس ڈاکٹر کا جو علم نجوم میں بھی کافی سے زیادہ مہارت کے بھروسے پر یہ پیشین گوئی کرتا ہے کہ ۱۱ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء سے آفتاب کی رفتار اُلٹی ہوجائیگی اور وہ مغرب سے طلوع ہوکر مشرق میں غروب ہوا کرے گا۔ ڈاکٹر موصوف کا نام اگر کوئی صاحب چاہیں تو یکم اپریل کو پوچھ سکتے ہیں۔ رہا ہمارے لاٹ صاحب سے جو از مغرب طلوع شدہ بمشرق می آیند وہ بہ یکم اپریل خواہند رسید ۱۲ (پنچ)

سلسلہ

بادہ نوشیدن و ہشیار نشستن سہل است
گر بدولت برسی مست نہ گردی مردے

جس زمانے میں دولت مسلمانوں کے گھر میں تھی اُس زمانے میں سیکڑوں محل۔ سیکڑوں حرم طرح طرح کے عیش انواع و اقسام کے ناچ رنگ کھیل تماشے مسلمانوں کے معمول میں داخل ہوگئے تھے۔ دنیا بھر کی غلطیاں اور ناعاقبت اندیشیاں صرف مسلمانوں کے لیے تھیں اُسکے بعد یہ دولت جن لوگوں کے پاس گئی وہ بھی اسکے نشے میں چور ہونے لگے یعنی جو لوگ اس سے قبل ایک کے دس اور رتی کے تنوے کرکے بھی مدیوں کے ذمے تقاضا ہی کرتے رہتے تھے اور سود بالائے سود کی ہوس نے دیوانہ کردی تھی کہ روزانہ سونے کے انڈے کا انتظار کون کرے اسلیے مرغی کو ذبح کرکے سب انڈے ایک ہی دن میں کیوں نہ برآمد کرلیے جائیں چنانچہ ایسا ہی کیا اور نتیجہ ہوا کہ انڈے بھی گئے اور مرغی بھی گئی۔ مدیون اس قابل ہی نہ رہے کہ قرضہ لیں اور سود ادا کریں۔ ادھر تو یہ نقصان ہوا اور ادھر نشے میں یہ دھن سوار ہوئی کہ ذاتی لڑائیوں اور وقتی خطابوں کی سوجھنے سوجھتے مستقل ہنگامہ پسندی قائم ہوگئی اور اب یہاں تک

آمادہ ہیں کہ چاہے ہماری ناک کٹ جائے دوسرے کا شگون ضرور خراب کریں گے۔ چنانچہ کوئی کہتا ہے مسلمانوں کو قرضہ دینا انکو زندہ رکھنے کا سامان کرنا ہے۔ کسی کی رائے ہے کہ قصاب ہندوؤں ہی سے روپیہ قرض لے کر مالدار بن گئے ہیں۔ اور ڈاکٹر مونجے اور مہاماسٹر کا رہنی اخبار اپنی قوم کو عجیب عجیب مشورے دیتا ہے مثلاً ہندو تجارت میں مسلمانوں سے لین دین نہ کریں۔ قرضے بالیں دیں یا مسلمان ساہوکاروں اور ساہیوں سے معاملہ نہ کیا جائے۔ ہندو وکیل مسلمانوں کے مقدمے نہ لیں وغیرہ وغیرہ۔ غرض یہ کہ نفع ہو یا نقصان نفرت بڑھے اور چلتی رہے۔ اس بدحواسی کا ذمہ دار دولت کا نشہ نہیں تو اور کیا ہے۔ جب تک یہ نشہ رہے گا اسی قسم کی باتیں ہوں گی اور جس قدر اس نشہ میں ترقی ہوگی ان باتوں میں بھی ترقی نظر آئے گی البتہ جب نشۂ دولت خمار فلاکت سے بدل جائے گا تو ہوش ٹھکانے اور حواس مجتمع ہوں گے۔

نمبر ۳

کچھ تو ہوتے ہیں طبیعت میں غلو کے آثار
اور کچھ لوگ بھی اوپر کو اٹھا دیتے ہیں

سرسید مرحوم کی لیڈری جب ذرا سیانی ہوئی تو خوش عقیدہ بدحواس لوگوں کی شہرت پرستی یہاں تک رنگ لائی کہ سرسید کو دنیوی لیڈر سمجھنے کے ساتھ ہی دینی پیشوا بھی سمجھنے لگے چنانچہ ایک صاحب نے جبر و تفویض کا مسئلہ رجوع کر دیا جس کا جواب حضرت دوسروں کی خوش عقیدگی کے بھروسے یا اظہار عقیدت کے سہارے پر تہذیب الاخلاق میں شائع ہو گیا اور رفتہ رفتہ اسی ہمہ دانی کی بدولت سرسید نے یہ سمجھ لیا کہ جس طرح قدرت نے ہندوستان کو بدل دیا اسی طرح میری قابلیت مذہب کا فلسفہ اور قرآن کے معنی بدل دے گی چنانچہ لیڈر سے مولوی اور مولوی سے مفسر بن گئے۔ یہی حال حضرت خواجہ حسن نظامی کا ہے پہلے ادیب بنے۔ پھر پیر بنے اُس کے بعد مہاتما ہوئے پھر لیڈر ہوئے اور آخر منطقی بن کر خوش بیٹھے رہے۔ اب مفسر بن کر قرآن پاک کی تفسیر لکھ رہے ہیں (خواہ وہ پنجابی ہی سہی) اس میں شک نہیں کہ خواجہ موصوف زمانہ شناس ذہین اور دنیا کو اچھی طرح سمجھنے والے آدمی ہیں مگر خدا بھلا کرے ضرورت اور مصلحت کی خوش عقیدگی کا جس نے کان میں یہ پھونک دیا کہ ع۔ بپیمر جاے مرکب تواں تاختن کہ جا ہا سپر باید انداختن۔ اسی کا اثر ہے کہ اب خواجہ پیر بن جانے میں یہ سمجھتے ہیں کہ دو سنتیں ہے میرا فرمایا ہوا۔ ورنہ اس کے معنی کیا ہوتے ہیں کہ گھر کے رسالے میں یعنی درویش میں شب برات کی کارگزاری کو ابھارتے ہوئے آپ نے چند خطوط نقل کر دیے جن کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کی کوششیں خوب کامیاب ہوں ان خطوط کی محدود تعداد جو مقامات کے تنگ دائرے سے وابستہ ہے دیکھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ان چند مقامات کے علاوہ دنیا بھر میں یہ کوشش ناکامیاب رہی اور اس کی وجہ تھی۔ کم سے کم چار چھ مہینے قبل اس جدیجی اجتہاد کا اعلان ہونا چاہیے تھا کہ آتشبازی کے متعلق ہم اس طرح جہاد کریں گے اس لیے آتشبازی اور آتشبازی کا سامان تیار کرنے والے سوچ سمجھ کر اپنا کام کریں ورنہ اپنے نقصان کے وہ خود ذمہ دار ہوں گے اس کے بجائے عین وقت پر اعلان اس صورت سے ہوا جیسے کسی آتشباز پر اچانک غصہ آگیا اور اس کی وہ روزی جس سے سال بھر کی امیدیں وابستہ ہوتی ہیں اسطرح خطرے میں ڈال دی گئی۔ ایک تو ہندوستان میں یونہی پیشوں کی کثرت اور فارغ البالی کی افراط ہے اس پر یہ سلوک واللہ عجیب بات ہے خصوصاً جب اس کی نوبت ایسی ناگہانی ہو کہ کاش یہ توت تبلیغ ہی میں صرف ہوتی اگرچہ کہ اتنا وقت اپنا روزنامچہ وغیرہ ہی بڑھا کر لکھنے میں صرف ہوتا جس سے اپنی شہرت اپنے اثر کا اظہار اپنی رسائی کی معراج حسن طلب اور اظہار مطلب یا اعلان تفاخر کے فرائض ادا ہوتے۔ مثلاً آج ایسے بڑے بڑے لوگ خود ہی کو آئے ایسی ایسی معزز اور معتقد روحیں ہر سوال بڑی خلوص کی بھیجی ہوئی۔ رکشا پر پہنچے ہوئے لکھائے گئے۔ فلاں نظامی نے یہ کیا فلاں نظامی نے وہ کیا مجھے فلاں کو مرید کیا۔ فلاں مریضہ پر دعا دم کی۔ بستی دیرانیاں جانے میں سارا اتنا وقت عجب کرے میں گذرا۔ اس وقت تجھے منزل میں گیا۔ اس وقت خلدمحل میں ہوں آج جنت سے آوازیں آئیں۔ کل وہساں سے پارسل آیا گویا اب یہ مثل کہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید وہ مثل ہے کہ وہ اپنے منہ میاں مٹھو بنو اور یہ مثل کہ پیراں نمی پرند مریداں می پرانند بھی سچے ہے کہ مریداں نمی پرانند پیراں خود ہی پر تولتے جل گیا۔

نمبر ۴

بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

جس زمانے میں جاپانیوں سے انگریزیچی تعلق ہوتا تھا اسی زمانے میں اس جانب کو یہ جدت سوجھی کہ پاس شدہ طلبا کی طرح فیل شدہ طلبا کی فہرست بھی کیوں نہ شائع کی جائے اور جس طرح لوگوں کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں فلاں طالب علم پاس ہوئے اسی طرح یہ بھی معلوم ہو جائے کہ فلاں فلاں

عطا نہیں ہو گئے۔ چنانچہ مقامی اخبار انٹر نیشنل انڈین پنچ میں چھاپ دیے گئے۔ اسی طرح اب رسالوں اور اخباروں میں سرپرستوں اور معاونوں کے اسمائے گرامی شکریہ کے ساتھ درج ہوتے ہوئے دیکھ کر دل چاہتا ہے کہ قیمت ہضم کر نیوالوں اور وی پی منگا کر واپس کرنے والوں کے نام نامی بھی اشاعت پذیر ہوا کریں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ لکھ دو سہی شکایت سہی وہ یہ کہہ کر خوش ہوں کہ

"بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا"

اہل جرائد یہ کہہ کر چھوٹ جائیں کہ

"ہمارا دل دکھاتے ہو تو ہم فریاد کرتے ہیں"

لہذا کیا فرماتے ہیں اڈیٹران کا غذ اخبار و مدیران رسائل کہ ایسے لوگوں کے نام شائع ہونے سے جس نقصان کا سدباب ممکن ہے اُس سے بچنے کے لیے یہ صورت اختیار کی جائے یا نہیں"

نمبر ۵

اپ ٹو ڈیٹ فلسفہ

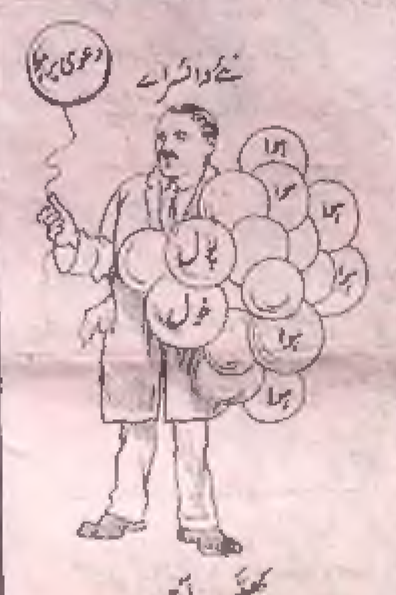
گل دا ؤدی کے بڑے بڑے آرٹیفیشل پھول (جو عمدہ کھاد کے ذریعے سے بڑھتے بڑھتے اپنی نازک ڈالیوں پر بار ہو جاتے ہیں اور مجبوراً انکی ڈالیاں بیسا کھیوں کے سہارے اس بوجھ کو اٹھاتی ہیں) اسکا پتہ دیتے ہیں اور اس قول کی تائید کرتے ہیں کہ انسان اپنے سر کا بوجھ بڑھاتا چلا جائے تو برداشت کی قوت کا انتظام خود بخود ہو جائے گا۔ یعنے خرچ بڑھاؤ آمدنی

خود بڑھ جائے گی۔ چنانچہ آجکل کے جنٹلمین آمدنی کو نہیں دیکھتے ٹھاٹ کو دیکھتے ہیں۔

نمبر ۶

جدید تحقیقات

ایک قسم کے چرند پرند درند خواہ وہ کسی خطہ زمین پر رہتے ہوں اُن کی بولی ایک ہی ہوتی ہے اس پر انکو حیوان مطلق کہا جاتا ہے۔ اور حضرت انسان کو سندیلہ اور لکھنؤ میں ہی دیکھئے تو باوجود قریب تر ہونے کے دونوں کی بولی میں زمین آسمان کا فرق نظر آئے گا۔ مگر تاہم اُن کو دنیا حیوان ناطق کہتی ہے۔ گویا ناطق وہ ہے



پھپس تقریر

"وہ آ گئے ہیں اپنی ہوا باندھتے"

جو طرح طرح کی بولیاں بولے۔

نمبر ۷

ولہ

جس طرح ریل کے اسٹیشنوں پر گاڑی مذکر ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ لین جمعدار گاڑی چھوٹا" یا بس طرح یکہ بہلی والے ہر سواری کو خواہ مذکر ہو خواہ مؤنث یہ ہی کہتے ہیں کہ "سواری بیٹھی۔ سواری اُتر گئی" اسی طرح آگرہ یعنے اکبرآباد کے برف فروش برف کو مؤنث بولتے ہیں۔ مثلاً یا تو کہیں گے کہ دو ڈھیلے کی برفیں اور یا یہ کہ برفوں کے ڈھیلے

نمبر ۸

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

یوں تو علیگڑھ مسلم یونیورسٹی میں ہزاروں باتیں عجیب ہیں مثلاً قمیص اور پاجامے پر سیٹا ڈنڈھا کے کرکٹ کھیلیں گے۔ سیدھی اردو لکھ پڑھ نہیں سکتے لیکن مرزا غالب کے کلام کو اتنا سمجھتے ہیں گویا مرزا مرحوم نے ہر شعر انکے مشورے سے لکھا ہے۔

ان کے کورس میں ایک کتاب ہے جس کا نام اسکول لیونگ کورس ہے لیکن ٹائٹل پر جلی قلم سے لکھا ہے اسکو لیونگ کورس۔ یونیورسٹی اور اسکے ملحقات میں مشاعرے ہوتے ہیں تو گنتی کے چار چھ طالب علم غزل پڑھتے ہیں اور سیکڑوں سننے والے داد دینے کی جگہ تی تی کی بولیاں بولتے ہیں کوئی رونے کی آواز بناتا ہے کوئی چاء گرم کی صدا لگاتا ہے۔ معلوم نہیں اس سے مشاعرہ مراد ہوتا ہے یا شاعری کے ساتھ اپنی تہذیب کی مٹی خراب کی جاتی ہے۔ چنانچہ اسی قبیل کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک طالب علم

کسی بات پر ایک پروفیسر سے کہا کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی۔ جب اس بات کا سلسلہ ختم ہوا اور وہ طالب علم بھی چلا گیا تو میں نے پروفیسر صاحب سے پوچھا کہ یہ کہاں کی تہذیب ہے۔ فرمانے لگے کچھ نہیں یہ تو یہاں کی عام اصطلاح ہے عام طور سے ایسے موقع پر ہی بولتے ہیں۔ یہ ہے وہ تربیت اور شائستگی جس سے ہندوستان کی ترقی وابستہ بتائی جاتی ہے اور کیا عجب ہے کہ انکی اصطلاح میں تہذیب اور شائستگی سے بد تہذیبی اور ناشائستگی مراد لیجاتی ہو۔

راقم

مخلصے رستم پراپولی

انگمد

آمد اپریل

اپریل اگر آمد و مارچ بہ سفر رفت
یک فتنہ دگر آمد و آں بود کہ سر رفت
چوں آمد و شد ہست بریں گرد مقدر
ما را چہ ازیں غصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت

بیگم

ماہ مارچ کی روانگی اپریل فول اور ایسٹر کی آمد

یکم اپریل

ہم نے ہولی بھی دیکھی دیکھا نو روز
اب ہو گی فریب اپریل جلوہ افروز
آئی ہے خبر کہ ہیں روانہ باشد
یہ ماہ بھی نکلے نہ کہیں عالم سوز

ماہ مارچ

جاتا ہے مارچ بول دی اس نے پنچ سالی
ملنے کا نہیں جو لے کے ڈھونڈو گے تاریخ
اچھا سو بچا خدا کوسٹ بلاؤں کے
پاؤ گے نتیجہ جو کیا مسٹر مارچ

بڑھ بڑھ کر تو نے ایک گھڑی کی ہے لاٹ
اپریل میں تجکو دیکھے ہم ٹوٹی کھاٹ
اور ہیں سبزہ پامال ہوتے ہوں گے
اے پنچ ہو کوئی تیری بھی راہ و باٹ

اے مارچ تجھے نار جہنم کھائے
پہلی اپریل کی بھی عزت پائے
جو کچھ کہ کیا ہے اس نے توہین نے
ہم سب کی آہ دل ترا بہائے

اپریل فول

جوتوں کا ہار پہلی اپریل کو ہو
ہے لعنت خلق جمیع۔ لوگے ہو ہو
اترے شمنہ کا نام مردک ہے سنا
اب کیسے خیالات ہیں منہ کو کھولو

ایسٹر کی آمد

آتا ہے ایسٹر بھی اک دھوم کے ساتھ
کیا کرتا ہے دیکھیں اپنے مقسوم کے ساتھ
ہوتا ہے وہ سر نوشت تقدیر ہے جو
نبٹنے کہ ہو دا ہے شام اور روم کے ساتھ

اسکو کہیں ایسٹر کہ یا ہم ویسٹرن (مغربی)
کیا جانے کیسا ہو گا اسکا بھی بجرن
ہوتا ہے فائدہ کہ نقصان دیکھیں
آنے والے سے کیا کریں گے ہم ادن

ندیم

مولانا پنچ کی نوٹ بک

حکومت علی کی دودھ بڑھائی

روایت ہے کہ حاتم طائی نے جب دنیا سے کوچ کیا تو اسکی ماں جزع فزع کرنے لگی۔ حاتم کے روتے بھائی نے کہا اماں تم اسقدر کیوں روتی ہو صبر کرو میں تو موجود ہوں۔ ماں نے جواب دیا بیٹا تم میں اور اُس مرنے والے میں زمین و آسمان کا فرق ہے جس وقت حاتم پیدا ہوا تو خدا کی قسم اس نے سات دن تک دودھ نہیں پیا پچھاڑا اور میں مجبور ہوئی کہ پڑوسی کے بچے سے دودھ پلواؤں جب دوسرے بچے نے دودھ پی لیا تب حاتم نے بھی پیا۔ مگر تمہارا یہ حال تھا کہ دنیا کی ہوا کھاتے ہی ہنسکے ایک چھاتی تو منہ میں لی اور دوسری پر ہاتھ رکھ دیا کہ کوئی اور بچہ نہ پی لے۔ دودھ چھوٹنے تک یہی حال رہا۔

برٹش انڈیا کو اگر حاتم کی ماں فرض کریں تو اسکے وہ فرزند جو ہر پانچویں برس ہندوستان کا دودھ پینے مسند آراست تشریف لاتے ہیں مختلف نظر آئیں گے۔ چیمسفورڈ سے قبل کا عہد لو لارڈ ریڈنگ کا عہد قابل مقابلہ ہے۔

ایک تو وہ تھے جنہوں نے انگریز ہو کے اصلاحات کی ہندوستانیوں کے واسطے سفارش کی۔ دوران جنگ میں اہل ہند کی زندہ دلی پر ترس کھایا مشرق آزادی کی ایک نا تمام سی جھلک دکھائی۔ دوسرے وہ ہیں کہ آتے ہی ایک چھاتی اپنے منھ میں لی اور دوسری چھاتی (ہندوستانیوں کے حق کی) پر مخصوص اختیارات کا ہاتھ رکھ لیا پھر اس پر یہ دعوے ہے کہ روتی کیوں ہو۔

ہندوستان کو ایک ایسے خارج عام پر پہونچانے کے لیے میں نے کسی کوشش کا کوئی حق ادھورا نہیں چھوڑا جس سے کہ وہ برطانیہ کی خود مختار حکومتوں کے ساتھ مل بیٹھے اور جو کوششیں میں نے کیں اُن میں برطانیہ نے میری برابر پیٹھ ٹھونکی ہے یہ دعوے کسی صورت صحیح ہوتا جب ہم دیکھتے کہ شیر خوار لارڈ ریڈنگ کا ہاتھ کسی وقت دوسری چھاتی سے جدا ہوتا جسکے بارے میں جیسے فخر کے گیت گائے جاتے ہیں کہ وہ ہندوستانیوں کے لیے چھوڑ دی گئی ہے۔

ہندوستان میں رسم ہے کہ جب بچے کی دودھ بڑھائی ہوتی ہے تو عورتیں اپنی چھاتی میں ایلوا۔ کتھا۔ یا نیم کی پتی پیس کے لگا لیتی ہیں تاکہ دودھ کا مزا بدمزہ ہو جائے اور بچہ اسکی طرف راغب نہ ہو مگر شومی قسمت کہ یہ کام بھی چلتے چلاتے لاٹ صاحب ہی کو انجام دینا پڑا۔ آپ فرماتے ہیں کہ نظام حکومت اپنی حالت موجودہ میں مکمل نہیں ہے۔ اسمیں ترمیم و تنسیخ کی گنجائش ہے تھوڑے ہی زمانے میں ایک بڑی اور اہم تفتیش کی جائے گی جس کا مطلب ان ہی کے الفاظ تک یوں ادا کیا جاسکتا ہے کہ بچہ جو جو کاٹے گا



کس لیے آئے تھے تم کیا کر چلے
تہمتیں چند اپنے ذمہ دھر چلے

صدائے مسافر: خوش رہے تیری نگری رے بابا۔ خوش رہے تیری نگری "
مسٹر پنچ: بس اب آپ تشریف لے جائیے ۔ اجی جائیے بس ہوا کھائیے۔
نیا مہمان ۔ خوش رہے تیری نگری۔ ہاں خوش رہے تیری نگری "

دیکھو بھیا دودھ ہوتے چینا دشمنہ و تنک چھاتی اچھی ہو جائے گی۔ چار برس تک بھیا ڈر (دنتو لسرا ؟) کو اچھی طرح دودھ پینے دو۔ پھر بھی اگر دودھ خشک نہ ہوا تو دوسری کوئی تدبیر کی جائے گی۔ جب تک تم لکڑی کی چسنی اور ربر کی چوچھی سے دل بہلاؤ۔

وعدہ خلافی کا نتیجہ

ایک صاحب ہمیشہ جھوٹ بولتے تھے کسی نے اُن سے پوچھا کہ جھوٹ بولنے کا کیا پھل پا چکے تھے یہی کہ اب سچ بھی کہتے ہیں تو کوئی یقین نہیں کرتا۔

لارڈ ریڈنگ صاحب فرماتے ہیں کہ طرز نظام حال کے متعلق اہم تفتیش کی جائے گی غالباً آپکی مراد یہ ہے کہ شاہی کمیشن مقرر ہوگا۔ ان کو اپوزیشن کے زمانہ میں بھی آپ نے ہمارے سے یہی فرمایا تھا کہ ایک راونڈ ٹیبل پھر کی ناچنے والی ہے۔ یارو بتاؤ اس وعدے کا اعتبار کریں یا نہ کریں ؎

میں زباں سے تم کو سچا کہو لاکھ بار کہدوں
اسے کیا کروں کہ دل کو نہیں اعتبار ہوتا

درجہ بدرجہ

ایک حکایت مشہور ہے کہ ایک مسلم بادشاہ شکار کو نکلا اور اس دُھن میں خدا جانے کہاں سے کہاں پہونچ گیا۔ بھوک پیاس نے ستایا کسی دیہاتی عرب کی جھونپڑی سامنے تھی اُسی کے یہاں اُتر پڑا۔ عرب چند روٹیاں اور ایک صراحی میں نبیذ لایا بادشاہ نے روٹی کھائی اور ایک جام نبیذ چڑھا کے دیہاتی سے کہا جانتے ہو میں کون ہوں؟ میں خلیفہ کے مخصوص خدام میں سے ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک قدح اور نوش کیا اور کہا۔ میں فوج کا جنرل ہوں۔ پھر تیسرا پیالہ پیا اور کہا میں خلیفہ وقت ہوں۔ دیہاتی نے آگے سے صراحی اُٹھالی۔ ساغر چھین لیا اور کہا بھائی بس کرو اگر چوتھا جام تمہارے پیٹ میں اُترتا تو کہہ دوگے کہ میں رسول اللہ ہوں۔

اسی نمبر میں ہمارے قابل مضمون نویس لکھتے ہیں

نے خواجہ حسن نظامی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ پہلے ادیب تھے پھر پیر بنے پھر مولوی ہوئے اور لیڈر بن گئے آخر مفتی کے زینے سے ہوز قدم بڑھاتے ہیں تو مفسرین کلام الٰہی کی فہرست میں نام لکھوا لیا۔

مگر وہ شاید بھول گئے کہ حضرت خواجہ نے مفسرین کلام الٰہی اور مسند ارشاد سے بھی دو بالشت نہیں کئی بالشت اونچی ترقی فرمائی ہے آپ کو یہ دعویٰ ہے کہ روز حشر گنہگاروں کی شفاعت کا فرض بھی ادا کرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔

مناسب ہوگا اگر یہ صراحی خواجہ صاحب کے سامنے سے ہٹالی جائے ورنہ عتبات عالیات کے سفر سے واپسی کے بعد رسالت کی مسند پر قبضہ ہوگا اور کچھ تعجب نہیں کہ خداوند عالم (معاذ اللہ) کو تخت خدائی تھوڑے دنوں کے بعد بخاطر خواجہ خالی کرنا پڑے۔ انا للہ

تنہا نہ کہ ہمیدی نرسد ہیچ نبی

اب کیا کھائیں

گوشت کھا نہیں سکتے۔ مہنگا بھی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ مضر بھی ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ جیو ہتیا کا خیال ہے۔ محقق دوانی شرح ہیاکل النور میں لکھتے ہیں کہ بعض قدیم حکیم گھانس پھونس ساگ پات (نباتات) میں بھی نفوس ناطقہ کے موجود ہونے کی تصریح کرتے ہیں۔ ہمارے ملک کے قابل فخر عالم پروفیسر بوس نے اس پرانی بات کو اتنا واضح کر دیا ہے کہ آپ بچشم خود نباتات کا مسکرانا تیوریاں چڑھانا کھانا پینا سونا جاگنا دیکھ سکتے ہیں۔ لہٰذا اب اُن گھرڑوں کو جو راہ و رسم آشنائی سے بلد ہیں دانے چارے سے یارانہ گانٹھنا لازم ہے۔ ضرورت ہے معدۂ انسانی کے لیے جالم سانڈے کی خاصیت کی اونٹ کے حوصلے کی یا غذا نہ طلب کرنے والے معدے کی۔ ہے کوئی حکیم ایسا جو اس دوزخ کی آگ بجھا کے ساری دنیا کے افکار سے نجات دلوا دے۔ بعض ہندوستانی اس فکر میں ہیں کہ دوامی فاقہ کشی کی عادت ڈالیں۔ مگر سُنتے ہیں کہ وہ بھی پینے دو مہینے کے بعد گنگتر ے کا عرق نوش کرتے کرتے دو نیوں پر ہاتھ صاف کرنے لگے۔

بسلسلۂ یکم اپریل سُنا ہے کہ ایک برقی سکیم شہاب ثاقب سے غذائے انسانی حاصل کرنے کی فکر میں ہے مگر ابھی اتنی خرابی باقی ہے کہ شہاب خوری سے آدمی انگارے جیسے اگلتا ہے جس دن یہ خرابی رفع ہو جائے گی اُس دن انسان اس آگ کو اسی طرح برداشت کرے گا جس طرح جگنو اپنے دُم کے فاسفورس کو۔ جو فضلہ جمع ہوگا وہ خاک خراطین کی طرح اندھیرے گھروں میں اُجالا پیدا کر سکے گا اور غالباً برقی قوت کی زیادہ ضرورت باقی نہ رہے بلکہ ان گلولہ ہائے شکم ساختہ سے میدان جنگ میں آتش افروزی بھی ممکن ہے۔

ضعف طحال

آپ گھبرائیے نہیں۔ یہ کسی دوا کا اشتہار نہیں ہے۔ یہ ایک ایسے مرض کا انکشاف ہے جو پہلے صرف ہندوستانیوں میں پایا جاتا تھا اب گوروں کی تلیوں میں بھی اس نے گھس بیٹھ شروع کر دی ہے چنانچہ بعض جرائد ناقل ہیں کہ ایک بنگالی جون سے اور ایک گورے سے گھونسہ کھانا ہوئی۔ گورے نے تیر ہمت اُٹھائی۔ یوروپین ڈاکٹر نے معائنہ کرنے کے بعد کہہ دیا کہ الحمد للہ سب خیریت ہے مگر گورے صاحب انتقال فرما گئے اور پھر معلوم ہوا کہ حضرت کی تلی نے ہندوستانیوں کی مجاورت کے سبب ہندوستانیت اختیار کر لی تھی۔ یہی ضعف گورے کی جان لے کے ٹلا۔ ڈاکٹر صاحب کے خلاف پانچ ہزار کی نقد ضمانت کا وارنٹ بربنائے غفلت جاری کیا گیا ہے۔ آپ جانیے یہ کسی ہندوستانی کی تلی تو ہے نہیں کہ ٹھوکر یا گھونسے کے مقابلے میں یوں سے دو دو ہو جائے یہ گوری تلی ڈاکٹر صاحب کا ہیڈ کوارٹر ٹل کے رہے گی لیکن ہماری رائے ہے کہ ایک شاہی کمیشن متعین ہونا چاہیے جو ایک ہفتہ کے اندر گوری گوری تلیوں کا معائنہ کرے اور دیکھے کہ انشقاق طحال کا ساری باڑو

ان میں کب سے پیدا ہو گیا۔

حضور ہی کی کسر ہے

ایک تھے خواجہ منعم، انھوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنا عالی شان مقبرہ بنوایا۔ سال بھر تک تعمیر کا سلسلہ ختم ہوا۔ ایک روز گھبرا کے معمار سے پوچھنے لگے کہ ابھی مقبرے میں کیا کسر ہے۔ معمار تھا حاضر جواب، جواب دیا۔ خداوند اب صرف حضور ہی کی کسر ہے، بیٹھے بس اب جینے سے ہاتھ اٹھائیے آپ کو اختیار ہے جب چاہیں مریں۔

اس میں شک نہیں کہ برطانیہ کی گرمی ہوئی لیگ آف نیشنس بھی تہذیب کا مقبرہ تھی۔ تعمیر کا مستقل کام اُس وقت تک جاری رہا جب تک معماروں میں صرف فرانس خانم اور لیڈی برطانیہ بی بجات کی ٹھیکے دار تھیں۔ "اے بہن خوش ہو تم نے لو اور عراق بھی تمھیں کو مبارک۔ تیل نہ نکلے گا تو خالی خولی زمین ہی سہی مروئی ہو کے پیٹ پال لینا"۔

"نہیں بہن تم تو مدت سے میری عادت جانتی ہو اس بندی کو لالچ تو کسی بات کا ہے نہیں۔ عورتوں کی استاسب کچھ کرواتی ہے۔ خیر تم ہی شام لے لو۔ تمھارے کام کا ہے"۔

کتنی لبولی کی آوارہ آسودگی ٹٹی گئی جب تک دو بڑی عظیم الشان سلطنتیں مدافعت کرنے کے قابل ہو گئیں۔ تہذیب برابر پوچھتی رہی کہو مقبرے میں کتنی کسر ہے اور یہی جواب ملتا رہا ابھی بہت کسر ہے۔ ساری دنیا نہتی ہونے پر راضی نہیں ہوتی اور بڑے گاہوں کی حفاظت کی آڑ میں ہماری بحری طاقت کی بڑھتی دیکھ کے بھڑکتی ہے۔ اب جو جرمنی کے عقاب نے پر پرزے جھاڑے پنجہ دکھایا چونچ کھولی اور تہذیب بی انصاف نے سوال کیا کہو اب کتنی کسر ہے تو دونوں بہنیں بول اُٹھیں۔ صرف حضور ہی کی کسر ہے۔ مریے اور تشریف لائیے۔ سُنتے ہیں کہ تہذیب نے یہ خبر سنتے ہی ایک آہ کھینچی اور آہ کے ساتھ ہی دم نکل گیا۔ کارخانۂ ختم، معمار تتر بتر۔ مگر معماروں کی جیبیں ابھی تک پُر ہیں۔ تہذیب کے وارث شرعی ممکن ہے کہ ان جیبوں سے خالی ہونے کے وقت آ جائیں۔ ابھی تو مسٹر اسٹن چمبرلین کی پشت گرمی مسٹر اللادین فرماتے ہیں کہ وہ بھی کیا بڑھے کے دانت ادری ہے۔ اے میرے سٹی کے شیر جیو ہی چاہیے تھا۔ ڈاڑھ جاتی رہی ہاتھ کے ہم خیال کہتے ہیں کہ بچا کروں مقبرہ بن گیا۔ مخالفین کو اختیار ہے کہ اگر تہذیب کی مناسبت ستاتی ہے تو اسی کے ساتھ قبر میں سو رہیں منع کون کرتا ہے۔

احمق سازشین

ہندوستان کے برانڈ احمق سازی میں بدنام ہو گئے تھے اب ہماری سرکار نے یہ کام اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے۔ توہین عدالت کا نیا قانون جس کا اثر یہ ہوگا کہ مطلق العنان کچہریاں ادھم بر پا کرتی رہیں گی اور کسی اہل قلم کو جرأت نہ ہوگی کہ وہ چوں بھی کر سکے۔ یکم اپریل سے نافذ کر دیا جائے گا۔ نجومی کہتے ہیں کہ دن تاریخ کا اثر ہر کام پر ہوتا ہے لہٰذا یکم اپریل کی یادگار میں اگر ہم اس قانون کو ایک احمق سازی کہیں تو بیجا نہیں ہے۔

پیشوا

اس نام کا ایک اہم ہفتہ وار رسالہ اچھی لکھائی چھپائی کے ساتھ دہلی سے نکلا ہے۔ اسکا مقصد تبلیغ اسلام ہے۔ سید حسن عزیز صاحب لقائی اسکے اڈیٹر ہیں۔ بعض مضامین اچھے اور قابل ملاحظہ ہیں گو صحت کی زیادہ پروا نہیں کی گئی مثلاً خاں اور سلطان محمد صاحب کے مضمون معارف قرآن کو دیکھیے اور سورۂ الحمد کو صورت الحمد لکھنا دیکھیے۔

قرآن حکیم کے نام سے مولانا مولوی الف دین صاحب نے ایک نظم تحریر فرمائی ہے نام تو ہے الف دین اور آپ بی اے ایل ایل بی وکیل بھی ہیں مگر آپ کو الف سے کچھ ایسی نفرت ہے کہ اسکا دعویٰ چلنے نہیں دیتے۔ جہاں دیکھیے عدم ساعت عارض ہے۔ فرماتے ہیں ؎

(۱) کشتہ آسمانی ایں حسنی و مقصد خاص پر چھپ ونجی اس شعر میں آسمانی کی ے پر پیش ہو گئی یعنی حرف تقریر خلاف اکا اضافہ ہوا۔ اور قافیہ پر بھی ڈگری ہو گئی (۲) غضب وغیظ موسیٰ کی تعلیم ہا حلم ودانت ہے عیسیٰ کی تعلیم۔ اس شعر میں موسیٰ کا الف عصا کی طرح گم ہوا۔ اور عیسیٰ کا الف بیدر و متروک ہو گیا۔ (۳) تھا یہ اسلام کا جہاد کبیرہ جیسے دنیا میں قرآن کی تقریر۔ اس شعر میں الف اور نون دونوں بے رحمتری رہزنانہ کی طرح ساقط الاعتبار ٹھہرے۔

فرائش کی تعمیل

۵ مارچ فروری کے اودھ پنچ میں جناب ظریف لکھنوی کی ایک بیرنگی غزل شائع ہوئی ہے جسکا مقطع یہ ہے:

خالی خولی واہ واہ کی کیا حاصل اس سے بھائی ظریف
جس کا شعر پسند آئے کی شعرا سے دو آنے دو

جناب خیر اللہ خاں صاحب جونپوری کے سے مستعد تعمیل کرنے والے اگر دو چار بھی پیدا ہو جائیں تو دنیا کا کام خوب چلے آپ کی خواہش بھی دیکھیے کہ دو آنے کا منی آرڈر بھیٹ روانہ کر دیا۔ فرماتے ہیں کہ ایک ہی شعر پسند آیا دو آنے بھیجتا ہوں ظریف صاحب کی خدمت میں پیش کر دیجیے۔ ظریف صاحب کا پتہ مجھ کو معلوم نہیں۔

ایک صاحب سائل کو دیکھ کے داڑھی پر ہاتھ پھیرتے تھے جتنے بال ٹوٹ کے ہاتھ میں آتے اُتنے ہی روپیہ سائل کو دیتے۔ اتفاق ایک سائل آیا۔ شامت ایسی کہ ریش تھی داڑھی الگ گئی تھی نہ اُکھڑی۔ آپ نے فرمایا بھائی تیری قسمت میں کچھ نہیں ہے۔ سائل ہا جسند تھا جھلا کے کہنے لگا "تقدیر کی شومی کا امتحان تو جب ہو کہ حضور کی داڑھی ہو اور احقر کا دست مخبس"۔

ایک ہی شعر پسند آنے پر ہمیں بھی افسوس ہے کہ جناب خیر اللہ خاں صاحب کی طبیعت ہمارے بس کی نہیں ورنہ چالیسوں شعر اپنی قیمت لے کے ٹلتے۔ بہرحال ایں ہم بس است۔

اصلی کوک شاستر یا بہار عیش

المعروف لذت النساء با تصویر ۶۴ آسن والا

چودہ کوک شاستر ہے جو آج کل ہر ایک کتب فروش سے مل سکتی ہے بلکہ وہ وزیر کشیر کوک صاحب کے خاص کتاص بیاض کے پنڈتی کوک شاستر کا لفظ بہ لفظ ترجمہ ہے جسکو ابتک عام لوگوں کو کون بڑے بڑے روساء کو بھی زیارت نصیب نہ ہوئی تھی۔ اسمیں وہ تمام باتیں درج ہیں جنکے جاننے کے لیے آپ سیکڑوں روپیہ برباد کر چکے ہیں اور پھر بھی مطلب حاصل نہیں ہوا یہ کتاب سوائے ہمارے دوسری جگہ ہرگز نہیں مل سکتی ہے اس کتاب میں صد ہا مفید اور مخصوص مطلب کی باتیں درج ہیں۔ عورت و مرد کے متعلق نہایت بیش بہا راز اور خاص حالتوں کی۔ عورت و مرد کی اصلی تصویریں..... ۶۴ بہترین آسن کا مفصل بیان بھی۔ اسی اصلی اصول درج بھی ہیں بعد میں شکایت نہ کریں۔ نقلیہ وغیرہ دھوکہ دے رہی ہیں۔ آج منگا کر حسرت پوری کیجیے ورنہ ممکن ہے کہ پھر اس کی ایک جلد بھی باقی نہ رہے اور سوائے افسوس کے کوئی چارہ نہ رہے گا۔ خبردار دیکھیے غفلت میں نہ رہیے گا۔ قیمت فی جلد دو روپیہ محصول ۸ر علاوہ۔

ملنے کا پتہ۔ منیجر جنرل بک سپلائی کمپنی لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ ۲۴-۱۹۲۵ء

کئی چند مکمل جلدیں دفتر میں برائے فروخت موجود ہیں قیمت فی جلد ۶ مع محصول ڈاک شائقین جلد طلب فرمائیں۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) نقد روپیہ پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی ہر وقت کر دی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا علاوہ خاص حالتوں کے پرانا پرچہ واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکہ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو کھانسی، ہیضہ، دمہ، پیٹ درد، قے، دست، سنگرہنی، اطفال، دانت نکالنے کے امراض کے لیے خوش ذائقہ دوائی جو صرف پانی میں چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں۔

قیمت ۱۰ر سب جگہ بکتا ہے

درو گج کیسری پینے داد کو جڑ سے کھونے والی لاثانی دوا قیمت ۱۰ر

بال سدھا بچوں کی کمزوری کو دور کرکے بدن کو مضبوط فربہ اور پھرتیلا بنانے والی میٹھی دوا قیمت ۱۲ر

ڈاک خرچ علیحدہ لگے گا

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے ... بال ...
دہلی پنجاب | چاندنی چوک دہلی
سول ایجنٹ امر چند اینڈ کو لکھنو
... سول ایجنٹ ... لکھنؤ

مژدہ ناظرین رسم اعظم صرف ایک تعویذ کا مجرب کا تیار کیا ہوا ہے ویسے تو اسکی قیمت سالہا سال روپیہ نا کافی ہے مگر جب آپ استعمال کریں گے تو معلوم ہوگا کہ صرف دستا چند روپیہ کافی ہے ویسے تو ہر ایک بیماری کا کام کرتا ہے مثلاً تعاون دعا ہر شخص کو بیچا کرنا ضرور ہے ہر وہ مشتاق کو پہنچ جائے تو وہ ایک نام سمجھا ہے۔ مگر آپ کو کیسا ہی مشکل کام ہو سکا تمام معلوم ہو اس تعویذ کو دائیں بازو پر باندھ کے سو جائیے ہر ایک خواب اسکا انجام معلوم ہو جائے گا۔ نیز گم شدہ چیز دیکھ کی صورت معلوم ہو جائے گی علاوہ اسکے آدمی بھی روحانی ہو جائے گی۔ غرضکہ تمام حاجتوں کے لیے اکسیر ثابت ہوگا ہر مذہب والا اپنے ہندو مسلمان سب فائدہ اٹھا سکتا ہے صرف ہدیہ ۸ر علاوہ محصول کے پتہ یہ ہے۔

شاہ جی رمال لکھنؤ

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامہ عراق

عجب دلچسپ نظم ہے دیکھیے اور شاعر کی شاعری سے فائدہ اٹھائیے۔ قیمت فی جلد ٹکٹ بھیجکر یا بذریعہ وی پی آرڈر طلب فرمائیے۔

المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ